کتاب نما

مولانا ابو اللیث اصلاحی ندوی، سلطان احمد اصلاحی۔ ناشر: ادارہ علم و ادب، ۴/ ۱۱۳۰، سی حالی نگر، سرسید نگر، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲۔ صفحات: ۶۴۔ قیمت: ۱۵ روپے۔

مولانا ابو اللیث اصلاحی ندوی (وفات: ۵ دسمبر ۱۹۹۰) کی ذات اس اعتبار سے تو محتاج تعارف نہیں کہ ۱۹۴۸ سے ۱۹۷۲ تک وہ جماعت اسلامی بھارت کے امیر رہے اور اس حیثیت سے انھوں نے اسلامی تحریک اور بھارتی مسلمانوں کے لیے بیش بہا خدمات انجام دیں۔ تقسیم ہند کے بعد امیر جماعت ہند کی ذمہ داری سنبھالنا، بقول مولانا علی میاں: ”کانٹوں بھرا تاج سر پر رکھنا یا ہتھیلی میں انگارہ رکھنے کے مرادف تھا“ لیکن انھوں نے اس نازک منصب کو صبرواستقامت اور حکمت و فراست سے نبھایا“ (کاروان زندگی، ششم، ص ۳۹۲)۔ ان کی شخصی خوبیوں اور کردار کی بلندی سے تحریک اسلامی (خصوصاً بھارت سے باہر) کے حلقے عام طور پر ناواقف ہیں۔ زیر نظر مقالے میں بقول مصنف: ان کی ”شخصیت کے چند نمایاں پہلو“ پیش کیے گئے ہیں۔

مولانا مدرستہ الاصلاح سرائے میر اور ندوۃ العلما لکھنؤ سے تعلیم حاصل کر چکے تو علمی و تدریسی دنیا میں ان کے سامنے دنیوی ترقی اور پرکشش مناصب کے وسیع امکانات موجود تھے۔ مگر اپنی درویشانہ افتاد طبع کے سبب انھوں نے اس طرف اعتنا نہیں کیا۔ ان کے بارے میں مولانا مسعود عالم ندوی مرحوم کی راے یہ تھی کہ مولانا ابو اللیث ان لوگوں میں سے ہیں جن کی قرآنی حقائق و معارف پر گہری نظر ہے۔ علامہ تقی الدین ہلالی مراکشی کا تاثر یہ تھا کہ وہ، علی میاں سے زیادہ ذہین ہیں۔ جب مولانا سید سلیمان ندوی، پاکستان منتقل ہو گئے تو دارالمصنفین میں ان کی جانشینی کے لیے جن شخصیتوں کے نام زیر غور آئے، ایک روایت کے مطابق، مولانا ابو اللیث کا نام ان میں سرفہرست تھا (ص ۱۰)۔

مولانا فقر و درویشی اور استغنا و قناعت کا پیکر تھے۔ بہ قول مقالہ نگار وہ: ”راس الفقرا اور راس المساکین“ تھے۔ ۱۹۷۲ میں امارت جماعت سے سبک دوشی کے بعد وہ اپنے آبائی وطن میں گوشہ نشین ہوئے تو ابھی ان کے اکلوتے صاحبزادے، مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ میں زیر تعلیم تھے۔ بیشتر صاحبزادیوں کی شادی اور رخصتی بھی باقی تھی۔ صاحبزادے کو تعلیم ادھوری چھوڑ کر تلاش روزگار میں لگ جانا پڑا۔ مولانا نے ربع

صدی تک دہلی اور رام پور میں شہری سہولتوں (اگرچہ وہ معمولی تھیں) کے ساتھ زندگی بسر کی تھی، اب بلاتامل دیہات کے کچے مکانات میں مقیم ہو گئے۔ ان کی درویشانہ اور فقیرانہ اور دنیا سے بے نیازانہ افتادِ طبع پر ہر ایک کو ان کا رطب اللسان پایا۔ دو چارپارئیوں کے چھوٹے کچے کمرے میں مولانا خود ہی جھاڑو مار لیتے۔ جس گھر کا یہ نقشہ ہو اس کے اثاثے کا اندازہ آسانی کے ساتھ لگایا جا سکتا ہے۔ ہم نے جماعت کے بہت سے مخالفین کو رشک بھرے انداز میں بار بار کہتے سنا کہ اگر کسی کو صحابہؓ کی زندگی کا نقشہ دیکھنا ہو تو اس کی ایک جھلک چاندپٹی کے اس گوشے میں جا کر دیکھ لے (ص ۱۸)۔

ان کے ایک دیرینہ شناسا جیوتی سروپ سنگھ، مولانا کے بارے میں لکھتے ہیں: "جماعت اسلامی کے ہر دل عزیز امیر اور قائد ہوتے ہوئے بھی ان کی زندگی میں ایسے نہ جانے کتنے مواقع آئے ہیں جب انھوں نے باسی روٹی اور ترکاری کا ناشتا کر لیا۔ لوگ گواہ ہیں کہ مولانا محترم باسی روٹی شکر کے ساتھ خوشی خوشی کھاتے تھے۔ بارہا مولانا نے، بغیر کرتے یا قمیص اور بنیان کے، شیروانی پہن کر جلسوں میں شرکت کی ہے۔ جماعت نے آپ کی تنخواہ میں اضافہ کرنا چاہا، آپ نے بڑی سختی سے روک دیا (ص ۶۱)۔

"ایک بار سخت بیمار ہو کر آپ اپنے گاؤں چاندپٹی ضلع اعظم گڑھ تشریف لائے اور تین مہینے تک رہ گئے۔ ادارے سے تنخواہ بھیجی جاتی، ہر بار لوٹا دیتے۔ جب لوگوں نے بہت ضد کی تو مولانا نے لکھ بھیجا: "جماعت کوئی خیرات خانہ نہیں ہے۔ جب میں نے کام ہی نہیں کیا تو تنخواہ کس بات کی؟" (ص ۶۱)۔

سروپ سنگھ مزید لکھتے ہیں: "مولانا ابواللیث صاحب کو راہ حق کے اس صبر آزما سفر میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں، وہاں بھی انھوں نے اپنے عمدہ کردار کا نمونہ پیش کیا۔ ان کے کوٹے میں دودھ، گھی، گوشت، انڈے اور چینی منظور کی گئی تھی، مولانا کی بے نیازی دیکھیے، انھوں نے یہ کہہ کر کٹوتی کرا دی کہ "جیل سے باہر کی آزاد فضا میں اس قدر انواع و اقسام کی نعمتوں کا میں عادی نہیں، اس لیے قید و بند کے محدود ایام میں اپنی سادہ غذا کی عادت کو خراب نہیں کر سکتا" (ص ۶۲)۔

سلطان احمد اصلاحی نے زیر نظر قلم برداشتہ مقالے میں مولانا مرحوم کی شخصیت کی بس ایک جھلک ہی دکھائی ہے۔ ایسے بیش بہا انسان کی زندگی تو اس لائق ہے کہ اس کا تفصیلی مطالعہ پیش کیا جائے، خصوصاً دعوتی اور تحریکی زندگی میں انھوں نے جو کارنامہ انجام دیا، اسے تفصیل کے ساتھ اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ (رفیع الدین ہاشمی)

The Quran, Basic Teachings [قرآن کی بنیادی تعلیمات]، مرتبین: ٹی بی اروِنگ، خورشید احمد، محمد مناظر احسن۔ ناشر: دعوہ اکیڈمی، انٹرنیشنل اسلامک یونی ورسٹی، اسلام آباد۔ صفحات: ۳۹۶۔ قیمت: درج نہیں۔

یہ بھی قرآن کا معجزہ ہے کہ دنیا کے مختلف خطوں میں رہنے والے اور مختلف نسلوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان' جن کی مادری زبان چاہے کچھ بھی ہو' قرآن کے متن کو ناظرہ پڑھ لیتے ہیں' خواہ اس کے مفہوم سے آگاہی نہ ہو سکے کہ ایک ہی مضمون یا کتاب کو بار بار پڑھنا مشکل کام ہے۔ اس سے پڑھنے والا اکتا جاتا ہے لیکن قرآن کو بار بار' صد ہزار بار پڑھنے سے بھی اکتاہٹ نہیں ہوتی۔

بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی اسلام آبادیوں تو عرصہ دراز سے علوم اسلامیہ' علوم اقتصاد اور علوم قانون کی ترویج کے لیے کوشاں ہے لیکن اس کے شعبہ دعوت کی ذمہ دار' دعوہ اکیڈمی وقتاً فوقتاً خصوصی طور پر مختلف النوع تربیتی پروگرام ترتیب دیتی ہے جن کے ذریعے اساتذہ' طلبہ' ائمہ' مدیران اور زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق ذمہ داران کے لیے ریفریشر کورس منعقد کیے جاتے ہیں۔ مزید برآں اکیڈمی نے مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم بھی تیار کرائے ہیں (یا ان پر کام جاری ہے)۔ طلبہ کی ضروریات کے پیش نظر نامور امریکی نومسلم تھامسس بیلنیٹن اروِنگ [الحاج تعلیم علی] صاحب نے (جنھوں نے قرآن کا ترجمہ امریکی انگریزی زبان میں کیا ہے) قرآن حکیم کی چیدہ چیدہ اسلامی تعلیمات کو عربی متن کے ساتھ انگریزی میں مرتب کیا' اس پر محمد مناظر احسن اور پروفیسر خورشید احمد نے نظرثانی کی اور اسے اسلامک فاؤنڈیشن لندن نے خوب صورت گردوپوش کے ساتھ شائع کیا۔

اس مجموعے میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے مقدمہ تفہیم القرآن کے چند پیراگراف بھی شامل ہیں۔ بعدازاں قرآن' تصورِ خدا' آخرت' انبیا' عبادات' معاشرہ' معاشی زندگی' ریاست' قانون اور خارجہ پالیسی جیسے عنوانات پر قرآن کریم کی ہدایات درج کی گئی ہیں اور عربی متن کے فوری بعد انگریزی میں اس کا ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ ایک قابل قدر اور مفید مجموعہ ہے۔ اروِنگ صاحب کا ترجمہ معیاری ہے۔

دعوہ اکیڈمی نے مجموعے کا عکس لے کر اسے شائع کیا۔ ۱۹۹۶ میں اس کے دس ہزار نسخے طبع کیے گئے۔ زیرنظر پاکستانی طباعت زیادہ نفیس اور معیاری نہیں ہے۔ قرآنی کتابوں کی طباعت واشاعت اس کے شایان شان ہونی چاہیے۔ کئی صفحات کی عبارت مدھم ہے' کہیں لفظ اڑے ہوئے ہیں۔ (محمد ایوب منیر)

مجلہ آیات' مدیر: ڈاکٹر محمد ریاض کرمانی۔ سنٹر فار اسٹڈیز آن سائنس' الحمدہ' مزمل منزل' دودھ پور' علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱۔ صفحات: ۳۱۲۔ قیمت: ۳۵ روپے۔

مرکز الدراسات العلمیہ کا یہ مجلہ سال میں تین مرتبہ شائع ہوتا ہے مگر زیرنظر شمارہ ۱۹۹۷ کے تین شماروں کو یک جا کر کے شائع کیا گیا ہے۔ یہ شمارہ جنوری تا دسمبر ۱۹۹۷ء کا ہے۔ ادارہ انگریزی میں ششماہی

MAAS Journal of Islamic Science بھی شائع کرتا ہے۔ یہ ادارہ یا مرکز "اسلامی سائنس" کے تصور کا ترجمان ہے جس کی ایک عمدہ مثال اس سائنسی روایت میں ملتی ہے جو بنوامیہ اور بنوعباس کے دور کے مسلمان سائنس دانوں کے ہاتھوں پروان چڑھی۔ مرکز الدراسات اس روایت کا احیا چاہتا ہے۔

زیر نظر شمارے میں چند اہم مسلمان سائنس دانوں کے حالات اور کارناموں پر مقالات شامل ہیں۔ مقالات معیاری ہیں اور حوالہ جات کا پورا اہتمام کیا گیا ہے۔ خالد بن یزید' جابر بن حیان' طغرائی' الکندی' علی بن ایدمر الجدکی اور البیرونی پر مقالات بغداد کے فاضل احمد الطائی صاحب کے تحریر کردہ ہیں اور ان کا ترجمہ محمد احسن نیازی صاحب نے کیا ہے۔ ابن سینا کے کارناموں پر سکندر حسین اور میکائل ای مارمورا صاحب نے قلم اٹھایا ہے۔ ایک نہایت اہم اور دل چسپ مضمون "سارٹن اور عربی اسلامی ورثہ" ہے' جسے امریکہ کے سمیع ہمرینہ نے تحریر کیا ہے۔ اس مضمون میں ایک طرف تو یورپی محقق جارج سارٹن کی علمی دیانت داری کا تذکرہ ہے' دوسری طرف اس کے ساتھیوں کے عمومی تعصب کا ذکر ہے جو اس بات کو بھی برداشت نہ کر پائے کہ ایک یورپی تاریخ دان مسلمان سائنس دانوں کے کارناموں کو تسلیم کرے۔ آخری مضمون پروفیسر محمد طفیل ہاشمی صاحب کا ہے: "سائنسی کتب' تراجم اور مترجمین"۔

مجلّے میں ایک خط بھی شائع کیا گیا ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ "آیات" کے ستمبر تا دسمبر ۱۹۹۶ کے شمارے کے اداریے میں اس بات پر تنقید کی گئی ہے کہ اکثر عربی تحریروں میں لفظ "علم" استعمال کیا جاتا ہے اور مراد سائنس ہوتی ہے۔ مدیر آیات کا یہ کہنا بجا ہے کہ "علم" سائنس تک محدود نہیں' لہٰذا اس غلطی کی اصلاح ہونی چاہیے۔ سوال البتہ یہ ہے کہ کیا خود مدیر مجلّہ اپنے Centre for Studies on Science کا ترجمہ مرکز الدراسات العلمیہ کر کے اس غلطی کے مرتکب نہیں ہو رہے؟ (ڈاکٹر بلال مسعود)

اسلامی قیادت از خرم مراد۔ ناشر: منشورات' منصورہ' لاہور۔ صفحات: ۹۶۔ قیمت: ۲۱ روپے۔

۱۰۰ صفحے سے بھی کم کی یہ کتاب' دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مصداق ہے۔ محترم خرم مراد کی زندگی قرآن کے مطالب کو سمجھنے میں گزری ہے' اس کا اندازہ ان کو سننے والوں اور پڑھنے والوں کو بخوبی ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے سیرت پاک کا مطالعہ قرآن کی روشنی میں کیا ہے۔ یہ ایک منفرد نوعیت کا مطالعہ ہے جس سے غوروفکر کی نئی راہیں کھلتی ہیں۔ انھوں نے مطالعے کی بنیاد اس بات کو بنایا ہے کہ قرآن میں رسولؐ اللہ کو خطاب کر کے جو بات کہی گئی' آپؐ نے اس پر عمل کیا۔ گویا وہ بات' آپؐ کی زندگی میں بالفعل موجود تھی۔ اسی طرح جو صفات بیان کی گئی ہیں' وہ بھی نظری نہیں ہیں بلکہ واقعتاً پائی جاتی تھیں۔ اس اصول کو سامنے رکھ کر انھوں نے آپؐ اور مقاصد دعوت' آپؐ اور مقام دعوت' آپؐ اور

مخاطبین دعوت' آپ' اور رفقائے دعوت کے چار ابواب قائم کیے ہیں اور ہر ایک کے ذیل میں پانچ سے دس تک عنوانات قائم کر کے قرآنی آیات کا انتخاب اور اس کی روشنی میں سیرت کا مطالعہ پیش کیا ہے۔ اس مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ آج کے دور میں جو لوگ قافلۂ تحریک اسلامی میں شامل ہیں' ان کے لیے یہ اسوۂ رسولؐ کیا رہنمائی پیش کرتا ہے۔

اس کتاب کے مطالعے کے دوران رسولؐ اللہ ایک داعی کی حیثیت سے چلتے پھرتے' صحابہؓ کے ساتھ معاملات کرتے' مخالفوں کا مقابلہ کرتے غرض ایک بھرپور زندگی گزارتے نظر آتے ہیں۔ صرف ایک باب آپؐ اور رفقائے دعوت کے درج ذیل عنوانات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اپنے رفقا کے ساتھ آپؐ کے تعلق کو کس انداز سے بیان کیا گیا ہے: رؤف رحیم' قدر و قیمت کا احساس اور ربط' تعلیم اور تزکیہ' نگرانی اور احتساب' استعداد اور صلاحیت کے مطابق معاملہ' نرم دلی اور نرم خوئی' عفو و درگزر' مشاورت اور تواضع۔

ہر کارکن کے لیے بالعموم اور جو لوگ ذمہ داری یا قیادت کے منصب پر فائز ہیں' ان کے لیے بالخصوص عمل کی واضح شاہراہ سامنے آتی ہے بلکہ اپنے آپ کو جانچنے کا ایک پیمانہ ہاتھ آجاتا ہے کہ وہ اپنا جائزہ لے کہ وہ کہاں تک وہ صفات رکھتا ہے جو داعیانہ منصب کا تقاضا ہیں' جن کا نمونہ رسول اللہ نے پیش کیا ہے اور جن کی تعلیم قرآن نے دی ہے۔

یہ کتاب پہلے بھی شائع ہو چکی ہے۔ اب اسے منشورات نے اپنے اعلیٰ معیار پر شائع کیا ہے۔

تبصرہ نگار کی رائے میں اسے ہر ذمہ دار اور ہر کارکن کو ضرور پڑھنا چاہیے بلکہ اسٹڈی سرکل میں اس کا اجتماعی مطالعہ کیا جانا چاہیے (مسلم سجاد)

شیئرز بازار میں سرمایہ کاری' ڈاکٹر عبدالعظیم اصلاحی۔ ناشر: ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی' پان والی کوٹھی' دودھ پور' علی گڑھ۔ صفحات: ۱۵۵۔ قیمت' مجلد: ۵۰ روپے' کاغذی جلد: ۳۵ روپے۔

شیئرز مارکیٹ' دور حاضر کی معاشی زندگی میں بیرومیٹر کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کے اتار چڑھاو اور انڈکس سے کسی ملک کے معاشی استحکام یا عدم استحکام کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ افراد ہی نہیں' حکومتیں اور غیر ملکی سرمایہ کار بھی شیئرز مارکیٹ میں سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ بین الاقوامی قوتیں جب کسی ملک کو عدم استحکام کا شکار کرنا چاہتی ہیں تو وہ سٹاک ایکسچینج کو بھی ذریعہ بناتی ہیں۔ غرضیکہ شیئرز مارکیٹ آج کی مارکیٹ اکانومی میں بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے' لیکن افسوس کی بات ہے کہ دنیا بھر میں تو روزانہ اخبارات اس کے لیے صفحات مختص کرتے ہیں لیکن ہمارے اردو اخبارات اس موضوع سے تقریباً خالی ہوتے

ہیں۔ اس موضوع پر اردو میں لٹریچر نہ ہونے کے برابر ہے۔

زیر تبصرہ کتاب میں ایک تو کتاب میں شیئرز مارکیٹ کی ماہیت' حصص' اقسام' اسٹاک ایکسچینج اور اس کے عمل (working) اور شیئرز کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کی وجوہ پر تفصیلاً بحث کی گئی ہے اور دوسرے شیئرز بازار میں پائی جانے والی بدعنوانیوں اور خرابیوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔

کتاب کے دوسرے حصے میں شیئرز پر علما اور مسلم ماہرین معاشیات کی آرا کو یک جا کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ فاضل مصنف نے حل طلب مسائل کے ضمن میں علما کرام اور مسلم ماہرین معاشیات کو دعوت غوروفکر دی ہے۔ کتاب کا آخری باب کمپنیوں کے حصص پر زکوٰۃ کے مسئلے سے متعلق ہے۔ فاضل مصنف نے شیئرز کے حوالے سے زکوٰۃ کے اطلاق اور ادایگی کے مسئلے پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

آخر میں کتابیات اور اصطلاحات کی فہرست بھی شامل ہے۔ اپنے موضوع پر یہ ایک گراں قدر کتاب ہے (**میاں محمد اکرم**)۔

آپ کے مسائل اور ان کا حل' کتاب و سنت کی روشنی میں' مفتی محمد حسام اللہ شریفی۔ پتا: مکتبہ رشیدیہ' اردو بازار' کراچی۔ صفحات: ۴۳۱۔ قیمت: ۲۰۰ روپے۔

شریفی صاحب اخبار جہاں میں دینی مسائل کے بارے جو مختصر جوابات دیتے رہے' اس کتاب میں انھیں یک جا کر کے موضوع وار مرتب کیا گیا ہے۔ دائرہ موضوعات وسیع ہے (نماز' عمرہ' حج' قربانی' نکاح' طلاق' خاندانی منصوبہ بندی' زوجین کے فرائض اور حقوق' غسل' مسجد سے متعلق امور وغیرہ) ایک ہی موضوع پر سوال جواب میں تکرار کھٹکتی ہے۔ ملتے جلتے سوالات کا ایک جامع جواب بنا لیا جاتا تو بہتر ہوتا' جیسے: ص ۲۸۸' ۲۸۹ پر شادی کے لیے لڑکے اور لڑکی کی عمر سے متعلق سات سوالات' اصل میں تو ایک ہی سوال ہے۔ اس کا ایک جامع جواب دیا جاتا تو کافی و شافی ہوتا۔ اس طرح نصف جگہ کی بچت ہوتی' کتاب کی ضخامت کم ہوتی اور قیمت بھی۔ دراصل کتاب کی تدوین (ایڈیٹنگ) کی ضرورت تھی۔ یہ اعتراض نہیں' فقط ایک مشورہ یا تدبیر ہے۔ تدوین میں نظرثانی بھی ہو جاتی اور کتاب کہیں زیادہ وقیع بن جاتی۔ ص ۲۸۸ پر ایک سوال جواب اس طرح ہے:

سوال: شادی کے وقت ہلا گلا کرنا اور تقریب منعقد کرنا کیسا ہے؟

جواب: ایک حد تک اس کی اجازت ہے۔

ہمارے خیال میں یہ جملہ یوں بہتر ہوتا: "حدود شریعت کے اندر اس کی اجازت ہے"۔

زیادہ تر جوابات میں اختصار کے سبب خاصی تشنگی محسوس ہوتی ہے' مثلاً: اس سوال کے جواب میں کہ:

"استخارہ کرنے کا طریقہ کیا ہے؟" فقط یہ کہہ دینا کہ نماز کی عام کتابوں میں استخارہ کا طریقہ تفصیل سے درج ہے' وہاں دیکھ لیا جائے" (ص ۵۴) ٹالنے والی بات لگتی ہے یا دعاے استخارہ بتانے کے بجاے صرف اس کا ترجمہ لکھ دینا بالکل ناکافی ہے۔

چند سوالات کراچی کے پریشان کن حالات کے بارے میں ہیں' جواب میں مفتی حسام اللہ شریفی بالکل بجا فرماتے ہیں کہ کراچی میں بے اطمینانی' بے سکونی اور خوف کی کیفیت اسی صورت میں ختم ہو سکتی ہے جب ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرلیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائگی کا اہتمام کریں اور رزق حرام سے اپنے آپ کو ہر صورت میں بچائیں۔ ہمیں اپنے رب سے تعلق کو مضبوط کرنے اور صحیح مسلمان بننے کی ضرورت ہے' اس کے بغیر کراچی کے حالات درست نہیں ہو سکتے (ص ۱۱۱)۔

مجموعی طور پر جوابات صحیح اور متوازن ہیں۔ مفتی صاحب نے کسی لاگ لپیٹ کے بغیر مختصر مگر عمدہ جواب دیے ہیں۔ یہ کتاب ایسے قارئین کے لیے ہے جو لمبی چوڑی دلیلیں نہیں مانگتے' شریعت کا دو ٹوک جواب جاننے کے خواہش مند ہوتے ہیں (ر-ہ)۔

تو اپنی خودی اگر نہ کھوتا' محمد موسیٰ بھٹو۔ ناشر: سندھ نیشنل اکیڈمی ٹرسٹ' ۴۰۰ بی' پیپلز کالونی' لطیف آباد نمبر ۴' حیدر آباد۔ صفحات: ۲۱۶۔ قیمت: ۵۰ روپے۔

محمد موسیٰ بھٹو کے مضامین کا زیر نظر مجموعہ "زندگی کو بدلنے کی دعوت و پیغام" کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔ مضامین کے عنوانات یہ ہیں: جدید عالمی نظام کی تشکیل' ہماری اجتماعی خرابیاں اور ان کے حل کا لائحہ عمل' آنے والی تباہی سے بچنے کا پروگرام' قومی مسائل سے عہدہ برآ ہونے کی صورت' ہماری حالت زار' بنیادی اسباب کا جائزہ' ہمارا آج کا دانش ور' ایک نفسیاتی تجزیہ' قومی اور علمی ادارے اور بے غرضی و بے نفسی کا مسئلہ' کتاب سے بیزاری کی فضا اور اس کے المناک نتائج' آزادی اور غلامی کا فلسفہ' اپنی قوتوں کو سمجھنے کا مسئلہ' اجتماعی ذہن کا فقدان ہمارے لیے سب سے بڑا خطرہ اور چیلنج' محبت کا فلسفہ اور دعوت کا منہاج' پاکستان کے نظام تعلیم میں تبدیلی کے لیے حکمت عملی' اخلاقی تربیت کے نظام میں صالح افراد کا کردار۔ ان سے لکھنے والے کی درد مندی' اضطراب' ملت اسلامیہ کے ساتھ والہانہ تعلق' اسلامی تہذیب کے احیا کے لیے تڑپ اور مسلمانوں کی حالت زار کو بدلنے کا بے پناہ جذبہ نمایاں طور پر محسوس ہوتا ہے۔ بہ قول مصنف: "پڑھنے والے [ان] مضامین میں نئے حالات سے عہدہ برآ ہونے کے لیے غور و فکر کے بہت سارے نکات محسوس کریں گے"۔

محمد موسیٰ بھٹو کو افراد امت میں مادہ پرستی' نفسی قوتوں اور خواہشوں کی منہ زوری' روحانی قوتوں کی

کمی اور تربیت اخلاق کے فقدان پر بے حد تشویش ہے۔ ان کے نزدیک ہمیں سب سے زیادہ ضرورت اپنے باطن کی تربیت و تہذیب کی ہے اور اس کے لیے وہ روحانی شخصیات کی ''صحبت'' کو بہت اہم سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال میں اس سے انسان کو حرارت، تازگی اور نئی ایمانی قوت ملتی ہے۔ ایک مضمون میں انھوں نے سندھ کے سیکولر دانش ور محمد ابراہیم جویو کی شخصیت کا جائزہ لیتے ہوئے بتایا ہے کہ ایک محنتی اور جفاکش انسان نے اپنی پوری زندگی سیکولر اور مادی خیالات کی ترویج کے لیے کھپا دی اور اپنے نظریے کے لیے خاموش حکمت عملی سے کام کیا۔ پھر وہ بڑی دردمندی سے ابراہیم جویو کی محرومی کا ذکر کرتے ہیں جس نے ہزارہا صفحے لکھے مگر اسلام اور پاکستان کی حمایت میں وہ پانچ سطریں بھی نہ لکھ سکا۔ بلاشبہ ہدایت، توفیق الٰہی پر منحصر ہے۔

آخری حصے میں ''گل دستہ'' کے تحت بعض شخصیتوں کا مختصر تعارف اور ان کے خطوں کے عکس شامل ہیں (د-ہ)۔

پھول پھول خوشبو، عتیق الرحمٰن صدیقی۔ ناشر: نور اسلام اکیڈمی، ماڈل ٹاؤن، پوسٹ بکس نمبر ۵۱۲۶، لاہور۔ صفحات: ۲۰۲۔ قیمت: ۸۰ روپے۔

ماہنامہ نونہال ایک طویل مدت سے نظم و نثر میں بچوں کے لیے قابل قدر مواد پیش کر رہا ہے۔ اس ماہنامے نے اعلیٰ انسانی اور اخلاقی اوصاف کی ترویج کے لیے ہر دور میں معیاری تحریریں شائع کی ہیں۔

جناب عتیق الرحمٰن صدیقی بنیادی طور پر معلم ہیں۔ گذشتہ ۱۵ برسوں سے وہ نونہال میں بچوں کے لیے مضامین لکھ رہے ہیں۔ متنوع موضوعات پر ان مضامین میں اخلاق عالیہ کی ترویج کا جذبہ فراواں نظر آتا ہے۔ اس مجموعے میں ۶۰ ایسے مضامین شامل ہیں جو آداب زندگی، اخلاقیات اور معاشرت پر مثبت انداز فکر کو خوب صورت انداز میں پیش کرتے ہیں۔

ایک کہانی کار کی طرح صدیقی صاحب کا انداز بہت سادہ اور متاثر کن ہے۔ انھوں نے نامانوس الفاظ سے تحریر کو پیچیدہ نہیں بنایا۔ پروفیسر رفیع الدین ہاشمی نے کتاب کے دیباچے میں، ان مضامین کی معنوی قدر و قیمت کے ساتھ ساتھ، ان کے اثرانگیز اسلوب کو سراہا ہے۔ بچوں کی تربیت کے نقطۂ نظر سے یہ ایک قابل قدر تصنیف ہے۔ ہماری تجویز ہے کہ گھر میں بچوں کو جمع کر کے اس کا ایک ایک باب پڑھ کر سنایا جائے یا مدرسے میں بہ طور سبق انھیں پڑھایا جائے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ بچوں کے لیے ایسا لٹریچر مسلسل تصنیف کیا جاتا رہے جو انھیں باعمل مسلمان اور اچھے پاکستانی شہری بنانے کی طرف راغب کرے (م - ا - م)۔

اس رسالے میں اشتہار دینے والے اداروں یا افراد سے معاملات کی کوئی ذمہ داری ماہنامہ ترجمان القرآن کی انتظامیہ کی نہیں ہے۔ (ادارہ)